جرمانے کی شرعی حیثیت: ائمہ اربعہ کا موقف اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت

The Legal Status of Fine and its Contemporary Importance in Perspective of Opinion of Four Imams (Jurists)

مقالہ نگار: شاہ حسین

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ عبدالولی خان، مردان

shahhussaintt@gmail.com

ABSTRACT

For the betterment and bringing peace and prosperity in the human society, alongside the preaching of goodwill, the most essential thing is the implementation of the concept of punishment and reward, i.e. punishment by thrashing, by scolding, by arresting and sometime by imposing fines. The religious scholar of four schools of thought are agree on the entire three first one, but on imposing of fine or wealth penalties none was in favor of this kind of punishment. Later on several religious scholars like Imam Abu Yousaf, Imam Ibn e Taimiyya and Imam Ibn e Qayyem give their verdicts on the penalty related to money or fines. Now a day imposing huge fines are used for the prevention crimes throughout the world. Penalty on utility bills or indemnity from the criminals shows that everyone agrees on the imposing of fines on the criminals, We don't find any clear evidence of the imposing fine on the verses of Qur'an and Sunnah, but looking at some example of Qu'ran and Sunnah and the lives of the companions (Saḥaba رضی اللہ عنہم)of the Holy prophet (ﷺ), we can conclude some instances that the system of financial punishment was present in different shapes. This research will help to find all such instances.

Keywords: penalty of fines, thrashing, scolding, Prevention of crimes.

تعارف:

انسان سے فطری کمزوری کی بنا پر خطاؤں اور گناہوں کا صدور ہوتا ہے۔ بعض گناہوں کا تعلق اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے جب کہ بعض گناہوں کی وجہ سے معاشرے کے چند افراد اور بعض سے اکثر اوقات پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کمی کو ختم کرنے کے لیے دنیا کے لوگوں نے ہر دور میں کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کیا ہے۔ تمدن کی ابتدا سے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی آمد سے ایسے مجموعہ قوانین بننے لگے، جن کے ذریعے سے اس کمی کو ختم کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔

حمورابی[1] اور یہودی قوانین سے لے کر یونانی، رومی، ہندوستان کی منوشاستر[2] اور اسلامی قوانین تک سبھی نے جرم اور خرابی کے انسداد کے لیے اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے قوانین جرم و سزا وضع کیے، قطعِ نظر اس سے کہ اسلامی قوانین کے علاوہ ان تمام قوانین میں سے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ سقم اور کمی کا موجود ہونا ثابت ہے، لیکن من حیث المجموع ان قوانین نے بڑی حد تک جرم کو معاشرے میں پنپنے سے روکنے میں بڑی مدد دی۔

اسلام نے جرم کو روکنے کے لیے حدود و تعزیرات کی شکل میں قوانین دنیا کے سامنے پیش کر کے رکھ دیے۔ ان حدود و تعزیرات کی حکمت غیروں نے بھی تسلیم کر لی ہے۔ حدود تو ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ اس میں کسی کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں ہے لیکن جن جرائم کی روک تھام کے لیے اسلام نے باقاعدہ کوئی حد مقرر نہیں فرمائی، اس کے سد باب کے لیے تعزیرات کا نظام قائم کر دیا ہے۔ تعزیرات کی سزا کا تعین قاضی یا حاکم کی صوابدید پر ہے۔

تعزیر

لفظ تعزیر، عزر، یعزر سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہے، روکنا، منع کرنا۔ عزرہ عن کذا، یعنی وہ منع کیا گیا، روکا گیا۔[3]

امام راغب اصفہانیؒ[4] لکھتے ہیں:

"عزت و تعظیم کے ساتھ اعانت کرنا، عزرہ ای منعه عن کذا اسی طرح اگر یوں کہا جائے کہ عزرہ لامه ای اعانه مطلب یہ کہ اس نے اپنی ماں کی مدد و اعانت کی"۔[5] اس کے علاوہ تادیب کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، ادبه، ضربه اشد الضرب، مطلب یہ کہ ادب سکھایا، سخت ضرب ماری۔

اسلامی نظامِ عدل کا قیام نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ دور میں اسلامی ممالک میں بعض مسلمان تنظیمیں یا انجمنیں نہی عن المنکر کے لیے اپنے طور پر کام شروع کر دیتے ہیں، مثلاً بازاروں میں اشیائے صرف کی ناپ تول میں کمی کرنے والوں، فحش اشیاء کی خرید و فروخت کرنے والوں، شادی بیاہ کے مواقع پر فضول خرچی کرنے والوں اور اس قبیل کی دیگر منکرات کو روکنے کے لیے اکثر اوقات مالی تعزیر یا جرمانے مقرر کرتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ جہاں جہاں اس قسم کے جرمانے مقرر کیے گئے ہیں، اس کے کافی حوصلہ افزا نتائج سامنے آجاتے ہیں۔

دورِ حاضر میں اپنی مدد آپ کے تحت منکرات کا سدباب کرنے کا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار بھی نہیں۔ کیونکہ اگر جسمانی سزاؤں کا اہتمام کیا جائے تو اس سے بہت سے فتنہ وفساد کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ عملاً ہم اس چیز کو قبول بھی کر چکے ہیں، مثلاً بجلی کا بل وقت پر جمع کرنے پر اضافی چارجز جمع کرنے کے لیے ہم ذہنی طور پر تیار رہتے ہیں۔ ٹریفک کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانے کا پرچہ تھما دیا جاتا ہے، مختلف غیر قانونی کاموں کے صدور پر جرمانہ بھرنا پڑتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ مالی تعزیر، یہ جرمانے دینا یا لینا شرعی لحاظ سے جائز ہیں؟ مالی تعزیر یا عصر حاضر کی اصطلاح میں جرمانہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ احناف میں امام ابو یوسفؒ مالی تعزیر کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ و دیگر علمائے احناف جرمانہ کر دینے کو جائز نہیں کہتے۔ ان کے پاس دلیل یہ ہے کہ مسلمان کا مال تبھی لیا جا سکتا ہے، جب اس کی اپنی خوشی اور رضامندی اس میں شامل ہو، اگر اس کی اپنی رضامندی شامل نہ ہو، یا پھر کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو، تو اس کا مال حاصل کرنا جائز نہیں۔ مالی تعزیر کا انکار کرنے والے قرآن کریم کی یہ آیتِ کریمہ پیش کرتے ہیں: وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ[6]

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ"۔ اس کے علاوہ یہ قاعدہ بھی ان کے سامنے ہے کہ

"اذلایجوز أخذ مال مسلم"[7] "یہ کہ مسلمان کا مال لے لینا (بغیر کسی شرعی سبب کے) جائز نہیں"۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک جرمانہ، مالی تاوان یا تعزیر بالمال جائز نہیں۔[8] اگرچہ احناف میں امام ابو یوسفؒ کے علاوہ دیگر مذاہب کے فقہا کے نزدیک مالی جرمانے کا جواز بھی ملتا ہے۔ ابن ہمامؒ امام ابو یوسف کے متعلق لکھتے ہیں:

"وعن أبی یوسف یجوز التعزیر للسلطان بأخذا لمال"[9]

"امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حاکم وقت کے لیے مالی تعزیر (جرمانہ) قائم کرنا جائز ہے"۔

سید سابق فقہ السنۃ میں لکھتا ہے: "وبه قال مالک"۔ لیکن ابن نجیم المصریؒ نے امام ابو یوسفؒ کے مسلک کی وضاحت کی ہے:

"امساک شیء من ماله عنه مدة لینزجر ثم یعید الحاکم الیه لا أن یاخذه الحاکم لنفسه أولبیت المال"[10]

"کوئی چیز بطور تعزیر مالی یا جرمانے کے صرف وقتی طور پر لیا جائے گا اور مقصد صرف یہ ہوگا کہ مجرم کی زجر و توبیخ کی جائے، یہ مال نہ بادشاہ لے گا، نہ اسے بیت المال میں جمع کرے گا، بلکہ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ اسے اصل مالک کو واپس کرے گا"۔

ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کی ادائیگی نیک نیتی سے کرے گا، اس کے لیے تو اجر ہے، لیکن جو بندہ زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے تو میں اس سے زکوٰۃ بھی لوں گا اور اس کے مال میں سے کچھ بطورِ تاوان بھی لوں گا، جو میرے پروردگار کی طرف سے ہوگا، البتہ اس میں میری اولاد کے لیے کچھ حلال نہ ہوگا۔

من اعطیٰ ماله مؤتجرا بها – فله أجرها، ومن منعها فإنا آخذوها وشطر ماله، عزمة من عزمات ربنا عز وجل، ليس لآل محمد منها شيء»[11]

تعزیر مالی کے حوالے سے سیدنا عمرؓ کے دور مبارکہ میں پیش آنے والے واقعے کو بھی جرمانے کی حلت یا جواز کے لیے بطورِ نظیر پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب عبدالرحمٰن بن حاطبؓ کے غلاموں کی چوری کا معاوضہ ان سے طلب کیا گیا اور اور ان ذبح شدہ اونٹ کی قیمت کے برابر اس سے بطور تعزیر وصول کیا گیا۔

توفي حاطب وترك أعبدا، من ستة آلاف يعملون في مال الحاطب، يشمران فأرسل إلي عمر ذات يوم ظهرا، وهم عنده، فقال: هؤلاء أعبدك سرقوا وقد وجب عليهم ما وجب على السارق، وانتحروا ناقة لرجل من مزينة اعترفوا بها ومعهم المزني «فأمر عمر أن تقطع أيديهم» ثم أرسل وراءه، فرده، ثم قال لعبد الرحمن بن حاطب: «أما والله لولا أني أظن أنكم تستعملونهم، وتجيعونهم، حتى لو أن أحدهم يجد ما حرم الله عليه لأكله، لقطعت أيديهم، ولكن والله إذ تركتهم لأغرمنك غرامة توجعك»، ثم قال للمزني: كم ثمنها؟ قال: «كنت أمنعها من أربع مائة» قال: أعطه ثمان مائة[12]

"حضرت حاطبؓ وفات پا گئے، انہوں نے وراثت میں غلام چھوڑے، جن کی تعداد چھ ہزار تھی، جو حاطبؓ کے ساتھ ان کے مال میں کام کرتے تھے۔ ایک دن ان کو چوری کے الزام میں حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا گیا اور وہ (یعنی عبدالرحمٰن بن حاطبؓ) ان کے ساتھ تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ تمہارے غلام ہیں، جنہوں نے چوری کی ہے۔ ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا، جو ایک چور کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزینہ قبیلہ کے ایک شخص کی اونٹنی ذبح کی ہے اور انہوں نے اس (چوری) کا اعتراف بھی کر لیا ہے اور ان کے پاس اونٹنی کے بقایاجات بھی برآمد ہوئے ہیں۔ پس عمرؓ نے ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، پھر ان کو پیچھے بھیج دیا، پھر انہیں واپس طلب کیا اور عبدالرحمٰن بن حاطبؓ سے فرمایا: میں کہتا ہوں تم ان سے کام بھی لیتے ہو اور ان کو بھوکا بھی رکھتے ہو اور بد سلوکی کرتے ہو، یہاں تک کہ اگر یہ حرام چیز پالیں تو ان کے حق میں حلال ہو جائے، پھر اونٹ والے سے اونٹ کی قیمت پوچھی کہ اونٹ کتنے میں بیچ سکتے تھے؟ اس نے کہا کہ چار سو درہم میں۔ اس پر عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن حاطبؓ سے فرمایا کہ تاوان کے ساتھ آٹھ سو روپے ادا کرو"۔

اسی طرح ایک موقع پر رسول کریم ﷺ نے شیخینؓ کو حکم دیا کہ مال غنیمت میں خیانت کرنے والوں کا مال واسباب جلا دو اور اس کی پٹائی بھی کرو۔

«أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر حرقوا متاع الغال وضربوه»[13]

اس حدیث مبارکہ کی توضیح حضرت امام حسن بصریؒ نے یوں کی ہے کہ اس شخص کے پاس مال میں جو مویشی جانور شامل ہیں اور قرآن کریم کے نسخے جلائے جانے والے سامان میں شامل نہ ہوں گے اور ان کے سوا باقی سامان جلایا جائے گا۔ امام احمد ابن حنبلؒ، امام اوزاعیؒ اور اسحاق بن راہویہؒ فرماتے ہیں کہ مالِ غنیمت سے چوری کردہ یا چھپایا ہوا مال بھی نہیں جلایا جائے گا، کیونکہ یہ مجاہدین کا حق ہے۔ اس کے سوا باقی سب جلا دیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام الشافعیؒ کے نزدیک حدیثِ مبارکہ کے ظاہری معنی مقصود نہیں، بلکہ یہ ایک زجر اور تہدید کی بنا پر کہا گیا ہے۔ چنانچہ اس کا مطلب خائن شخص کو مالی سزا دینا مقصود ہے اور اسی سے جرمانے کا جواز نکالا گیا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ نے پوری وضاحت سے تعزیر بالمال کو بیان کیا ہے اور اس کے جواز کو ثابت کیا ہے۔[14] فقہ السنۃ کے مصنف سید سابق نے ان دعوؤں کی تردید کی ہے، جن میں ائمہ اربعہ کی جانب تعزیر بالمال کے عدم جواز کا ذکر ہے۔

"ومن قال ان العقوبة المالية منسوخة فقد غلط على المذاهب الائمة نقلاً واستدلالا وليس بسهل دعوىٰ نسخها والمدعون للنسخ ليس معهم سنة ولااجماع يصحح دعواهم"[15]

"جن حضرات نے یہ بات کہی ہے کہ مالی سزا منسوخ ہے انہوں نے ائمہ کے مذہب کی بابت روایت اور استدلال ہر اعتبار سے غلطی کی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس کے منسوخ کرنے کا دعویٰ کرنا آسان نہیں ہے"۔

سیرت النبی ﷺ اور سیرت صحابہؓ کے مذکورہ واقعات کے علاوہ شریعت میں اور بھی کئی نظیریں ملتی ہیں، جن سے مالی تعزیر یا جرمانے کا جواز مل جاتا ہے۔ حقوق اللہ کی خلاف ورزی کرنے پر کفارات کا ادا کرنا، عمداً روزہ توڑنے پر کفارہ، غلام آزاد کرنا، دو مہینوں کے لگاتار روزے رکھنا، یا پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا، قسم توڑنے کے کفارے میں بھی دس مساکین کو کھانا کھلانا یا ان کے لیے کپڑوں کا انتظام کرنا[16]، قتلِ خطا پر غلام کی آزادی ہو، یا ایک مخصوص تعداد میں مساکین کو کھانا کھلانا ہو[17]، یہ سب مالی سزا، مالی تعزیر یا جرمانے ہی ایک شکل ہے۔

حقوق العباد میں کسی انسان کے ساتھ زیادتی، اسے قتل کرنا، اسے مارنا یا کسی اور طریقے سے اسے نقصان پہنچانا، ان کے لیے بھی شریعت اسلامیہ نے دیت مقرر کی ہے، جو باہمی رضامندی سے فریقین کے درمیان طے ہوگی، یا اس وقت بھی جب قصاص کا لینا ممکن نہ ہو، اس وقت بھی دیت ہی مقرر کردی جائے گی۔ یہ بھی مالی تعزیر یا جرمانے کی ایک شکل ہے۔

اخلاقی یا غیر مادی حقوق میں "کفارہ ظہار"[18] ادا کرنا بھی جرمانے کی ایک صورت ہے۔ اور یہ کہ غلام کی آزادی یا مساکین کو کھانا کھلانا سب مالی تعزیر کی واضح صورتیں ہیں۔ کوئی بندہ کسی عورت کی جبراً آبروریزی کرے، تو اس شخص سے اس عورت کو مہر دلادی جائے گی۔[19]

مالی حقوق کی رو سے اگر جائزہ لیا جائے، تو چور کی سزا تو قطعِ ید ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکے تو چوری شدہ مال کا تاوان تو بہر صورت دینا پڑے گا، جیسا کہ "ہدایہ" میں مذکور ہے، "والغرم اذا لم يجب القطع"[20] جو مالی سزا ہی کی ایک قبیل ہے۔

فقہ حنفی عظیم محقق، ناقد اور بلند پایہ عالم ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

وفى الخلاصة سمعت من ثقة ان التعزير بأخذ المال أن رأى القاضى ذالک أو الوالى جاز ومن جملة ذالک رجل لا

يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال له.[21]

"خلاصہ میں ہے کہ قاضی یا حاکم کی صوابدیدے مطابق مالی تعزیر جائز ہے اور اس کے ساتھ منجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی آدمی (نماز کی) جماعت میں نہ آتا ہو، تو مال لے کر اس کی تعزیر جائز ہے"۔

موجودہ جدید دور میں کئی مسائل کا سامنا ایسا ہے کہ ان کی روک تھام کے لیے جرمانوں اور مالی تعزیرات کا نفاذ ضروری ہو گیا ہے۔ اس لیے مندرجہ بالا تحقیقات، فقہی نظائر اور ائمہ اربعہ کی آراء کو سامنے رکھ کر دورِ حاضر میں جرمانے کا شرعی جواز مل جاتا ہے۔ چونکہ اسلامی نظام عدل عملاً معطل ہے جو دورِ حاضر کے مسائل کا حل لیے ہوئے تھا، اس لیے مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی وحدتیں، چھوٹی تنظیمیں اور ادارے اپنی مدد آپ کے تحت نہی عن المنکر کے اس فریضے کی انجام دہی کر رہی ہیں۔ مثلاً مختلف تاجر تنظیمیں ناپ تول میں کمی کرنے والوں، ملاوٹ کرنے والوں اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو جرم ثابت ہونے پر جرمانہ کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہیں، قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں، ان کے لیے عدالتی سطح پر قید کے ساتھ ساتھ جرمانہ بھی مقرر کیا جاتا ہے، یا کوئی اور غیر اخلاقی طرز اپناتے ہیں تو ان کی سرزنش کے لیے قید کے علاوہ جرمانے کی سزا مناسب ہے۔ موجودہ دور چونکہ کمپیوٹر اور سائبر آلات کا دور ہے، اس لیے ان جرائم کی روک تھام کے لیے سائبر کرائم ایکٹ 2016ء[22] پاکستان کی قومی اسمبلی سے پاس کیا گیا۔ اس میں بھی قید کی سزا کے ساتھ ساتھ مالی تعزیر بھی متعین کر دی گئی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی ہو، بجلی و گیس بل کی عدم ادائیگی ہو، یا اس میں تاخیری حربے استعمال کرنا، انٹرنیٹ یا موبائل فون کے استعمال کے ذریعے کسی کو مالی نقصان پہنچانا ہو، کاروباری حربوں کے ذریعے دوسروں کے اموال واملاک کو نقصان پہنچانا ہو، وغیرہ۔ ان سب معاملات میں ایسا فعل کرنے والوں سے مالی جرمانہ لے کر اسے دوسروں کے لیے سامانِ عبرت بنانا یا انہیں قید میں ڈالنا، حبس دوام میں رکھ کر ان برائیوں کا انسداد کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

عصرِ حاضر میں جرائم کے سدباب کے لیے جرمانے کا اطلاق عام ہے، بجلی بل، گیس بل سے لے کر بڑے جرائم تک جرمانے کا اجراء کیا جاتا ہے۔ سائبر کرائم کے سلسلے میں بھی قید کے علاوہ جرمانے عائد کیے جاتے ہیں۔ پاکستانی آئین کے مطابق چونکہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف لاگو نہیں ہو گا، اس لیے اس تحقیقی آرٹیکل کے ذریعے جرمانے کی شرعی حیثیت واضح کرنے کے لیے ائمہ اربعہ اور دیگر فقہائے اسلام کے مؤقف کو پیش کیا گیا ہے، تاکہ شرعی تناظر میں اس حوالے سے کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

حوالہ جات

[1]۔ حمورابی قانون: دنیا کا سب سے قدیم قانون ہے، جس کا متن دنیا کی ہر بڑی زبان میں مطبوعہ موجود ہے۔ حمورابی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پونے دو ہزار سال پہلے گزرا ہے۔ اس کی وفات کا اندازہ ۱۷۵۰ قبل مسیح کیا جاتا ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کو دنیائے اسلام نمرود کے نام سے جانتی ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاصر تھا۔ اس نے قوانین کا ایک مجموعہ مرتب کروایا تھا، جو کئی سو دفعات پر مشتمل تھا۔ اس نے دنیا کا ایک قدیم ترین مجموعہ جو کئی سو (کل دو سو بیاسی) دفعات پر مشتمل تھا، ایک بڑی سنگی لوح پر کندہ کرایا تھا۔ آٹھ فٹ بلند یہ لوح جو اس زمانے میں لکھی گئی تھی، ۱۹۰۱ء میں دستیاب ہوئی۔ [محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات فقہ، (الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور ۲۰۰۵ء) ص ۱۴

[2]۔ سلسلة القصص المنجد، محمد صالح المنجد، مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الاسلامية، ص503،
http://www.islamweb.net

[3]۔ منوشاستر: منودھرم شاستر وہ قانون ہے، جسے ہندو دھرم میں فقہ کا درجہ حاصل ہے۔ منودھرم شاستر میں ہندو دھرم کے مختلف رسوم ورواج اور قوانین وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں ہندو دھرم کی مقدس کتاب منوشاستر اہم مقام رکھتی ہے، جو ہندو دھرم کا قانون مقدس ہے، ہندو دھرم کے علمِ معاشرت میں اس کتاب کا کثیر حصہ ہے۔ قوانین کے مجموعے کا درجہ رکھنے والی اس کتاب نے ہندوستانی تہذیب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں جو آج بھی ہندو معاشرے میں قائم ودائم ہیں۔ اکثر مؤرخین کے نزدیک اس منوسمرتی کی موجودہ صورت تقریباً دوسری صدی قبل مسیح میں وجود میں آئی۔ اس نسبت سے یہ قانون منو کے نام سے معروف ہوا، لیکن اس بارے میں تاریخی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔
[حافظ محمد شارق، مذاہب عالم کا بنیادی تعارف، www.islamic-studies.info ص ۸۴]

[4]۔ امام راغبؒ: حسین بن محمد مفضل ابوالقاسم اصفہانی ادیب، حکیم اور عالم تھے۔ اصفہان سے تعلق تھا۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی۔ بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ اپنے زمانے میں امام غزالی کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ 502ھ (1108ء) کو وفات پائی۔ [خيرالدين زركلى، الاعلام لزركلى، دارالعلم ملايين ، بيروت 1974ء، ج:2ص:255]

[5]۔ ابوالقاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب اصفهانى، المفردات فى غريب القرآن، (دارا لقلم ، الدار الشامية، دمشق بيروت، الطبعة الاولىٰ1412ھ) ، ج:1ص:333

[6]۔ سورة البقرة:188

[7]۔ أبو العباس أحمد بن محمد الخلوتي، الشهير بالصاوي المالكي حاشيه شيخ احمد بن محمد صاوى مالكى على هامش الشرح الصغير دار المعارف، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ) ج4 ص504,505

[8]- أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير المغنى لابن قدامة، (بابن قدامة المقدسي مكتبة القاهرةبدون طبعة)ج:7ص:328

[9]- زين الدين بن ابراهيم بن محمد ، المعروف بابن نجيم المصرى، البحرالرائق شرح كنز الدقائق، (دارالكتاب الاسلامى،بيروت، الطبعة بدون تاريخ)ج۵ص۴۱

[10]-كمال الدين محمد بن عبدالواحد السيواسى المعروف بابن همام، فتح القدير،دارالفكر، بيروت، بدون طبعة) ج4ص112

[11]-ابوداؤد سليمان بن اشعت بن اسحاق الازدى السجستانى، سنن ابى داؤد، باب عقوبة الغال، ج3،رقم الحديث: 2715
حکم: ناصر الدین البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔(ایضاً)

[12]-ابوبكر عبدالرزاق بن همام بن نافع اليمانى الصنعائى، مصنف عبدالرزاق، باب السرقة العبد ج10، المكتب الاسلامى- بيروت الطبعة الثانية :1403ھ رقم الحديث:18977

[13]-ابوداؤد سليمان بن اشعت بن اسحاق الازدى السجستانى، سنن ابى داؤد، باب عقوبة الغال، ج3،رقم الحديث: 2715
حکم: ناصر الدین البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔(ایضاً)

[14]-محمدبن ابى بكر بن ايوب بن سعد ابن قيم الجوزية، اعلا م الموقعين عن رب العالمين ، (دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة الاولىٰ 1411ھ-1991م) ج: 3، ص:162

[15]-سيد سابق، فقة السنة، (دارالكتاب العربى، بيروت، لبنان، الطبعة الثالثة 1977م) ج:2 ص:592,593

[16]-سورۃ المائدۃ:89

[17]-سورۃ النساء:92

[18]-سورۃ المجادلۃ:3

[19]- بداية المجتهد: ج2ص440

[20]- بداية المجتهد: ج2ص452

[21]- البحر الرائق: ج4ص41

[22]-Prevention of Electronic Cyber-crime Act 2016.